

**فزو فلاح کا قرآنی تصور: معاصر تفاسیر کی روشنی میں تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ**  
(Concept of Quranic 'Fauzu o Falah' in the light of contemporary  
tafaseers)

محمد نجیب

پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ اسلامیات، نسل یونیورسٹی، اسلام آباد

ڈاکٹر حافظ محمد سجاد

ائیسوسی ایئٹ پروفیسر، شعبہ فکر اسلامی، تاریخ و ثقافت، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

**ABSTRACT**

The word fauz-o-flah (فزو فلاح) is an Arabic word used frequently in the Holy Quran ,giving the meanings of real success and achievements those who are successful indeed will got Fauz-o-falah as Almighty Allah says in the Holy Quran:

"Not equal are the inhabitants of the fire and the inhabitants of paradise.it is the inhabitants of paradise who are the successful" (59:20).

The wordly life is short, a test and the life here-after is its reward, either in the form of fire of hell or the paradise. Those who obey the commandments of Almighty Allah and lead their lives accordingly, are successful and are known as Muflīhūn (مفلحون) . The others who pass their lives in their own ways (other than Quranic guidance), they are the inmates of the fire of the hell. Their capacities will be rendered inert, wasted and nullified and their wishes will end in futility. They are in loss and are known as khasreen (خاسرين).

In this article endeavour has been made to explain, how Holy Quran guides the human, characteristics of righteous and God fearing people who lead their lives with in the parameters of Holy Quran, are successful in this world as well as in the life here after.

**تعارف**

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی طرف سے بنی نوع انسان کی راہنمائی کے لئے آخری الہامی کتاب ہے جو آخری نبی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی ہے۔ یہ کتاب علوم و آگہی کا مجموعہ ہے۔ زندگی کے ہر گوشہ کے لئے بلا مبالغہ اس میں مکمل راہنمائی موجود ہے۔ جو شخص بھی قرآن مجید سے مکمل راہنمائی حاصل کرے گا۔ وہ

فوز و فلاح کا قرآنی تصور: معاصر تفاسیر کی روشنی میں تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ

---

یقینی طور پر کبھی گمراہ نہیں ہو گا۔ یہ وہ کتاب ہے جو انسان کو صراط مستقیم کی طرف راہنمائی فراہم کرتی ہے اور انسان کامیابی کی منازل طے کرتا ہوا اپنی اس چند روزہ زندگی کا اختتام کرتا ہے۔

یہ زندگی دوڑخ رکھتی ہے ایک رُخ جسے کامیابی کہا جاتا ہے اور دوسرا رُخ ناکامی کہلاتا ہے۔ اس الہامی کتاب پر ایمان رکھنے والے اور صدقہ دل سے عمل کرنے والے اس دنیا میں بھی کامیاب ہوتے ہیں اور آخرت میں بھی انہیں جنت الفردوس اور اللہ کی نعمتوں کی شکل میں کامیابی ملتی ہے۔ دراصل یہی وہ کامیابی ہے جسے قرآن مجید نے جگہ جگہ فوز و فلاح قرار دیا ہے۔ یہی دراصل حقیقی کامیابی ہے، یہی کامیابی اصل میں فوز و فلاح ہے۔ مختلف ماہرین لغت نے فوز و فلاح کی لغوی و اصطلاحی تعریفیں کی ہیں۔

### فوز و فلاح کی لغوی و اصطلاحی تعریف

#### الف۔ فوز و فلاح مفہوم

فوز: لسان العرب میں فوز و فلاح کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے:

”فَوْزُ الْجَاءُ وَالظَّفَرُ بِالْأُمْنِيَّةِ وَالْخَيْرِ فَازَ بِهِ فَوْزٌ وَمَفَازٌ وَمَفَازَةٌ وَقُولَهُ عَزْ وَجْلٌ إِنْ

لِلْمُتَقِينَ مَفَازٌ أَحَدَاثٌ وَأَعْنَابًا۔ (فلح) الفَلَحُ والقلَاعُ الفوزُ والنِّجَاةُ والبقاءُ فِي النِّعِيمِ وَالْخَيْرِ

وَفِي حَدِيثِ أَبِي الدَّحْدَاحِ بَشَّرَكَ اللَّهُ بِخَيْرٍ وَفَلَحٍ أَيِّ بَقَاءٍ وَفَوْزٌ وَهُوَ مَقْصُورٌ مِنَ الْفَلَاحِ وَدَدْ

أَفْلَحٌ قَالَ اللَّهُ عَزَّ مِنْ قَائِلٍ قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ أَيِّ صَبِيرٍ وَإِلَى الْفَلَاحِ“<sup>1</sup>

(”فوز“ کے معنی نجات پانا اور خواہش، تمبا اور بھلائی حاصل کرنا، اس کا مقصد ”فوز“)

”مفاز“ اور ”مفازة“ ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری ہے: بے شک نیکو کاروں کے لئے

کامیابی ہے، باغات ہیں اور انگور ہیں۔ فلح، الفلاح، الفلاح کے معنی ہیں۔ کامیاب ہونا،

نجات حاصل کرنا، اور نعمتوں اور بھلائیوں میں باقی رہنا۔ حضرت ابوالدحداح کی حدیث

ہے: ”اللہ نے آپ کو خیر اور کامیابی کی خوشخبری دی ہے۔“ یعنی بقاء اور کامیابی کی

خوشخبری ہے۔ قرآن میں ہے: (قد أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ) ”مُؤْمِنٌ لُوگٌ کامیاب ہو گئے“ یعنی

فلح تک پہنچ گئے)

امام راغب اصفہانی نے الفوز کے معنی سلامتی کے ساتھ خیر حاصل کر لینے یا کرنے کے ہیں۔ قرآن میں

ہے: »ذلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيرُ«<sup>2</sup> یہی بڑی کامیابی ہے۔ »فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا«<sup>3</sup> تو بے شک بڑی مراد پائے گا۔ (تو

بے شک بڑی مراد پانے کے معنی یہ ہیں کہ وہ دنیوی ساز و سامان کی حرکت کرتے ہیں اور غنیمت وغیر حاصل

کر لینے کو ہی بڑی کامیابی سمجھتے ہیں۔<sup>4</sup>

**ب۔ فلاح کا مفہوم**

الفلاح کے معنی پھرنا کے ہیں مثل مشہور ہے "الْجَنِيدُ بِالْجَنِيدِ يُفْلِحُ"۔ (لوہا، لوہے کو کاثتا ہے)۔ اس لئے فلاح کسان کو کہتے ہیں۔ کیونکہ وہ زمین کو پھرنا تا ہے اور فلاح کے معنی کامیابی اور مطلب وری کے ہیں یہ دو قسم پر مشتمل ہے دنیوی اور اخروی۔ فلاح دنیوی ان سعادتوں کو حاصل کر لینے کا نام ہے جن سے دنیوی زندگی خوشگوار بنتی ہو یعنی بقاءِ المال اور عزت و دولت۔

فلاح اخروی چار چیزوں کے حاصل ہو جانے کا نام ہے: بقا بلا فنا، غنا بلا فقر، عزت بلا ذلت، علم بلا جہل۔ اسی لئے کہا گیا ہے "لَا يَعْيَشُ إِلَّا عَيْشُ الْآخِرَةِ" (کہ آخرت کی زندگی ہی حقیقی زندگی ہے)۔ اور اسی فلاح کے متعلق فرمایا: ﴿وَإِنَّ الدَّارَ الْآخِرَةَ لَهُيَ الْحَيَاةُ﴾<sup>5</sup> (اور زندگی کا مقام تو آخرت کا گھر ہے)۔ ﴿أَلَا إِنَّ حَذْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾<sup>6</sup> اور یاد رکھو کہ خدا ہی کا شکر مراد حاصل کرنے والا ہے۔

**فلاح کے اصطلاحی معانی**

فلاح یا فتنہ وہ لوگ ہیں جو قیامت کے دن دوزخ کے عذاب سے نجگئے اور اللہ کی جنتوں میں داخل کئے گئے۔ وہ با مراد اور کامیاب قرار پائے۔

**فوز و فلاح کا قرآنی تصور**

قرآن پاک کی ابتداء سے یہ تعلیم دی گئی ہے اور مومن اللہ کی بارگاہ میں یہ دعا نکالتا ہے : یا اللہ ! ہمیں صراط مستقیم کی ہدایت فرم۔ دنیا میں صراط مستقیم کا پہچانا ہی سب سے بڑا علم اور کامیابی ہے، اور اسی کی پہچان میں غلطی ہونے سے اقوام عالم تباہ ہوتی ہیں۔ ورنہ خدا طلبی اور اس کے لئے مجاہدات کی تو بہت سے کفار میں بھی کوئی کمی نہیں، اسی لئے قرآن نے صراط مستقیم کو پوری توجیح کے ساتھ ایجادی اور سلیمانی دونوں بپلوں سے واضح فرمایا ہے۔

مفتي محمد شفیع لکھتے ہیں: "صراط مستقیم کی ہدایت صرف آخرت اور دین کے کاموں کے ساتھ مخصوص نہیں، دنیا کے سب کاموں کی درستی اور کامیابی بھی اسی پر موقوف ہے: اس لئے یہ دعا ایسی ہے کہ مومن کو ہر وقت حرزاں بنانے کے قابل ہے: شرط یہ ہے کہ احتجاز اور نیت کے ساتھ کی جائے صرف الفاظ پڑھ لینا کافی نہیں" <sup>7</sup>

**فلاح کیا چیز ہے، کہاں اور کیسے ملتی ہے؟**

سورۃ المؤمنون کی ابتداء ان آیات مبارکہ سے ہوتی ہے ﴿قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ﴾<sup>8</sup>۔ لفظ فلاح قرآن و سنت میں بکثرت استعمال ہوا ہے۔ اذان و اقامت میں پانچ وقت ہر مسلمان کو فلاح کی طرف دعوت دی جاتی ہے۔ فلاح

فُوز فلاح کا قرآنی تصور: معاصر تقاضیں کی روشنی میں تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ

---

کے معنی یہ ہیں کہ ہر مراد حاصل ہو اور ہر تکلیف دور ہو۔ یہ لفظ جتنا مختصر ہے اتنا ہی جامع کہ کوئی انسان اس سے زیادہ کسی چیز کی خواہش کر ہی نہیں سکتا اور یہ ظاہر ہے کہ مکمل فلاح، کہ ایک مراد بھی ایسی نہ رہے جو پوری نہ ہو۔ ایک تکلیف بھی ایسی نہ رہے جو دور نہ ہو۔ یہ دنیا میں کسی بڑے سے بڑے انسان کے بس میں نہیں ہے۔۔۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ فلاح کامل تو ایسی چیز ہے جو اس دنیا میں دستیاب ہی نہیں ہو سکتی کیونکہ دنیا تو دار التکلیف، دار المحت بھی ہے اور اس کی کسی چیز کو بقاء و قرار بھی نہیں۔ یہ متعار گراں مایہ ایک دوسرے عالم میں ملتی ہے جس کا نام جنت ہے۔ وہ ہے ہی ایسا مقام جس میں انسان کی ہر مراد، ہر وقت، بلا انتظار پوری ہو گی۔ وَلَمْ يَمِدْ عُونَ (یعنی ان کو ملے گی ہر چیز جو چاہیں گے) اور وہاں کسی ادنیٰ رنج و تکلیف کا گزر بھی نہ ہو گا۔

مولانا محمد شفیع لکھتے ہیں: "کامل فلاح" کی اصل آخرت ہے۔ صرف دنیا سے دل لگانا طالب فلاح کا کام نہیں «بِإِلَهٍ فُؤَدُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا \* وَالآخِرَةُ خَيْرٌ وَأَبْقَى» (یعنی تم لوگ دنیا ہی کو آخرت پر ترجیح دیتے ہو حالانکہ آخرت بہتر بھی ہے کہ اس میں ہر مراد حاصل ہوتی ہے اور ہر تکلیف دور ہو سکتی ہے اور وہ باقی رہنے والی بھی ہے)۔

مزید لکھتے ہیں: "کامل و مکمل فلاح تو سرف جنت ہی میں مل سکتی ہے دنیا میں اس کی جگہ نہیں ہے" <sup>9</sup> مولانا مودودی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: "ایمان لانے والوں سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے محمد ﷺ کی دعوت قبول کر لی۔ آپ ﷺ کو پناہ دی و رہبر مان لیا، اور اس طریق زندگی کی پیروی پر راضی ہو گئے جسے آپ ﷺ نے پیش کیا ہے"

مزید لکھتے ہیں: "فلاح کے معنی کامیابی و خوشحالی ہے۔ یہ لفظ "خرسان" کی ضد ہے جو ٹوٹے اور گھاٹے اور نامرادی دو معنوں میں بولا جاتا ہے۔ أَفَلَخَ الرَّجُلُ كَمْعِنِي ہیں فلاں شخص کامیاب ہوا۔ اپنی مراد کو پہنچا، آسودہ خوشحال ہو گیا، اس کی کوشش بار آور ہوئی۔ اس کی حالت اچھی ہوئی" <sup>10</sup>

ہدایت یافتہ اور فلاح پانے والے  
قرآن حکیم میں ارشاد ربانی ہے:

﴿الْمَ \* ذَلِكَ الْكِتَابُ لِرَبِّيْبِ فِيهِ هُدَىٰ لِلْمُتَّقِيْنَ \* الَّذِيْنَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيَقِيْمُونَ الصَّلَاةَ وَيَنْهَا هَرَبَّتْهُمْ يُنْفِقُونَ \* وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُونَ بِهِمَا أُنْزِلُ إِلَيْهِمْ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالآخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُونَ أُولَئِكَ عَلَىٰ هُدَىٰ مِنْ رَبِّهِمْ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ <sup>11</sup> (الم یہ اللہ کی کتاب ہے اس میں کوئی شک نہیں۔ ہدایت ہے پر ہیز گاہوں کے لئے جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں اور جو کتاب

## معارفِ اسلامی، جلد ۱۲، شمارہ ۲، ۲۰۱۷ء

(اے محمد) تم پر نازل کی گئی اور جو کتابیں تم سے پہلے (پیغمبر وہ) پر نازل کی گئیں وہ ان سب پر عمل پیرا ہوتے ہیں اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ یہی لوگ اپنے رب کی طرف سے سیدھی راہ پر ہیں اور یہی فلاح پانے والے ہیں)۔

مُؤْمِنُ اللَّهِ سے صراطِ مستقیم طلب کرتا ہے تو اس کے جواب میں پورا قرآن ہے کہ جو صراطِ مستقیم کا طلب گار، ہدایت کا طلب گار ہے، روشنی کا طلب گار ہے۔ فوز و فلاح کا طلب گار ہے، تو وہ سب تمہارے لئے اس قرآن کی شکل میں حاضر ہے۔ جو شخص ہدایت چاہتا ہے وہ اس کو پڑھے سمجھے اور اس کے مقتضی پر عمل کرے۔ قرآن مجید نے فلاح پانے والوں کی چند ایک صفات پیان فرمائی ہیں کہ بیشک یہ اللہ کی طرف بھیجی ہوئی کتاب ہے اور ایسی کتاب جس میں شک کی کوئی بات نہیں، یہ کتاب سراسر حقیقت پر منی ہے اور اگر کوئی انسان اس پر شک کرے تو وہ اس کی کم عقلی اور نادانی ہے۔ یہ کتاب سراسر ہدایت اور رہنمائی کا سرچشمہ ہے مگر اس سے فائدہ اٹھانے کے لیے ضروری ہے کہ آدمی کے اندر یہ صفات پائی جائیں وہ صفات یہ ہیں: **الْمُتَقْنِينَ، الْإِيمَانُ بِالْغَيْبِ، إِقْرَامُ الْأَصْلَوَةِ، الْإِنْفَاقُ فِي سَعْيِ اللَّهِ، الْإِيمَانُ بِالْكِتَابِ وَالْإِيمَانُ بِالْآخِرَةِ**۔

مولانا محمود دہلویؒ ان عقائد کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

الف۔ یہ کہ انسان دنیا میں غیر ذمہ دار نہیں ہے بلکہ اپنے تمام اعمال کے لئے اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دہے۔

ب۔ یہ کہ دنیا کا موجودہ نظام ابدی نہیں ہے بلکہ ایک وقت پر جسے صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اس کا خاتمه ہو گا۔

ج۔ یہ کہ اس عالم کے خاتمے کے بعد اللہ تعالیٰ دوسرا عالم قائم کرے گا اور اس میں پوری نوع انسانی کو جو ابتدائے آفریش سے قیامت تک زمین پر پیدا ہوئی تھی۔ یہک وقت دوبارہ پیدا کرے گا اور سب کو جمع کر کے ان کے اعمال کا حساب لے گا اور ہر ایک کو اس کے کئے کاپورا پورا بدلہ دے گا۔

د۔ یہ کہ اللہ تعالیٰ کے اس فیصلے کی رو سے جو لوگ نیک قرار پائیں گے وہ جنت میں جائیں گے اور جو لوگ بدھبھریں گے وہ دوزخ میں ڈالیں جائیں گے۔

و۔ یہ کہ کامیابی و ناکامی کا اصلی معیار موجودہ زندگی کی خوشحالی و بدحالی نہیں ہے۔ بلکہ در حقیقت کامیاب انسان وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے آخری فیصلے میں کامیاب بھہرے اور ناکام وہ ہے جو وہاں ناکام ہو۔<sup>12</sup>

جن لوگوں میں یہ چھ خصوصیات ہوں گی ان کے لئے قرآن نے فرمایا: **﴿أُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾** انہی

کیلئے ہدایت ہے اور یہی لوگ کامیاب ہیں یعنی "مفلحون" ہیں۔<sup>13</sup>

## فوز فلاح کا قرآنی تصور: معاصر تقاضیں کی روشنی میں تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ

مولانا میں احسن اصلاحی فرماتے ہیں: "یہی لوگ اس دنیا میں اپنے رب کی "صراط مستقیم" پر ہیں اور یہی لوگ آخرت میں فلاں پانے والے بنیں گے۔ باقی سارے لوگ گمراہ ہیں اور وہ آخرت میں جہنم میں جھونک دیئے جائیں گے۔"<sup>14</sup>

### مظلومین کے خصائص و صفات

سورۃ المؤمنون میں فلاں پانے والوں کی صفات بیان کی گئی ہیں یہ فلاں ہے جس میں آخرت کی کامل مکمل فلاں بھی داخل ہے۔ ﴿وَالَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاةٍ قُمْ خَائِشُونَ﴾<sup>15</sup> وہ جو اپنی نماز میں خشوع اختیار کرتے ہیں۔ پیر کرم شاہ خشوع کا مطلب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"نماز میں خشوع کا مطلب ہے کہ انسان اپنی ساری توجہ نماز میں مرکوز رکھے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز سے منہ پھیرے اور وہ اپنی زبان سے جوتلاوت کرتا ہے اس کے معنی میں غور و تدبر کرے۔ اس کے علاوہ اس کے ظاہری آداب بھی ہیں۔ کہ نکاح سجدہ گاہ پر مرکوز ہو۔ دائیں بائیں، آگے پیچھے جسم کو حرکت نہ دے۔ آگے پیچھے جسم کو حرکت نہ دے یعنی ہر فتح کے مکروہات صلاۃ سے بچے تو یہ اس کا خشوع ہو گا اور قبولیت نماز کا باعث ہو گا۔"<sup>16</sup>

﴿وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّهِيْ مُعْرِضُوْنَ﴾<sup>17</sup> (اور وہ ہر بے ہودہ امر سے منہ پھرتے ہیں)۔

مفتي محمد شفیع، لغو کے سلسلے میں فرماتے ہیں: "مومن کا دوسرا اوصاف لغو سے پرہیز کرنا، لغو کے معنی فضول کلام یا کام جس میں کوئی دینی فائدہ نہ ہو۔ لغو کا اعلیٰ درجہ مصیبت اور گناہ ہے۔ جس میں فائدہ دینی ہونے کے ساتھ دینی ضرر و نقصان ہے اس سے پرہیز واجب ہے اور ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ نہ مفید ہونہ مضر۔ اس کا ترک کم از کم ادنیٰ اور موجب مدح ہے"<sup>18</sup>

حدیث میں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: "مَنْ حُسْنَ إِشْلَامٌ الْمُرْءَ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيهِ"<sup>19</sup> (یعنی انسان کا اسلام تب اچھا ہو سکتا ہے جب کہ وہ بے فائدہ چیز کو چھوڑ دے)۔ اسی لئے آیت میں اس کو مومن کا مل کی خاص صفت قرار دیا ہے۔ ﴿وَالَّذِينَ هُمْ لِلَّهِ كَافِرُوْنَ﴾<sup>20</sup> (اور جو زکوٰۃ ادا کرتے ہیں)۔

تیسرا اوصاف زکوٰۃ ہے۔ مولانا مودودی لکھتے ہیں: "زکوٰۃ دینے اور زکوٰۃ کے طریقے پر عامل ہونے میں معنی کے اعتبار سے بڑا فرق ہے۔ یہاں ﴿يَوْمَ نَزَّلْنَا الْكِتَابَ﴾ کا معروف انداز چھوڑ کر ﴿اللَّهُ كَافِرُوْنَ﴾ کا غیر معمولی طرز بیان اختیار کیا گیا ہے۔ عربی زبان میں زکوٰۃ کا مفہوم دو معنوں سے مرکب ہے: ایک "پاکیزگی" دوسرے "نشود نما"۔ کسی چیز کی ترقی میں جو چیز مانع ہو اس کو دور کرنا اور اس کے اصل جوہر کو پرواں چڑھانا۔ یہ دو تصورات مل کر زکوٰۃ کا پورا تصور بناتے ہیں۔ پھر یہ لفظ جب اسلامی اصطلاح بتاتا ہے تو اس کا اطلاق دو معنوں پر ہوتا ہے: ایک وہ مال جو مقصد ترکیب کے لئے

## معارفِ اسلامی، جلد ۱۲، شمارہ ۲، ۲۰۱۷ء

بولا جائے دوسرے بجائے خود تزکیہ کا فعل۔ اگر یوں تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ وہ تزکیہ کی غرض سے اپنے مال کا ایک حصہ دیتے یا ادا کرتے ہیں۔ اس طرح بات مال دینے تک محدود ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر ﴿لَلَّهُ كَانَ فَاعْلُونَ﴾ کہا جائے تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ وہ تزکیہ کا فعل کرتے ہیں۔ اور اس صورت میں بات صرف مالی زکوٰۃ ادا کرنے تک محدود نہ رہے گی بلکہ تزکیہ نفس، تزکیہ اخلاق، تزکیہ زندگی، تزکیہ مال، غرض ہر پہلو کے تزکیہ تک وسیع ہو جائے گی۔ المذکور اس آیت کا ترجمہ یوں ہو گا کہ وہ تزکیے کا کام کرنے والے لوگ ہیں یعنی اپنے آپ کو بھی پاک کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی پاک کرتے ہیں<sup>22</sup>

سورۃ لقمان میں بھی ایسی صفات بیان ہوئیں ہیں: ﴿الَّذِينَ يُقْيِمُونَ الصَّلَاةَ وَلَيَوْمَنَ الزَّكَةَ وَلَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ بُوْتُونَ \* أُولَئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَأُولَئِكَ هُمُ الْفَلَّاحُونَ﴾<sup>23</sup> (جو نماز قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں، آخرت پر یقین رکھتے ہیں یہی لوگ اپنے رب کی طرف سے راہ راست پر ہیں اور یہی فلاح پانے والے ہیں)۔ مولانا مودودیؒ مفسّرین کی صفات کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ”تم نیکیوں کا دار مدار تین چیزوں پر ہے کہ وہ لوگ نماز قائم کرتے ہیں جس سے خدا پرستی اور خدازی ان کی مستقل عادت بن جاتی ہے۔ وہ زکوٰۃ دیتے ہیں جس سے ایثار و قربانی کا جذبہ ان کے اندر مستحکم ہوتا ہے، متع و دنیا کی محبت دیتی ہے اور رضاۓ الہی ابھرتی ہے اور وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں جس سے ان کے اندر رزمہ داری اور جواب دہی کا احساس ابھرتا ہے جس کی بدولت وہ اس جانور کی طرح نہیں رہتے جو چڑاگاہ میں چھوڑا ہو اچر رہا بلکہ اس انسان کی طرح ہو جاتے ہیں جسے یہ شعور حاصل ہو کہ میں خود مختار نہیں ہوں۔ کسی آقاہ کا بندہ ہوں اور اپنی ساری کارگزاریوں پر اپنے آقاہ کے سامنے جواب دہی کرنی ہے۔ ان خصوصیات کی وجہ سے یہ نیکو کار اس طرح کے نیکو کار نہیں رہے جن سے اتفاق آئیں سرزد ہو جاتی ہے اور بدی بھی اس شان سے سرزد ہو سکتی ہے جس شان سے نیکی سرزد ہوتی ہے اس کے بر عکس یہ خصوصیات ان کے نفس میں ایک مستقل نظام فکر و اخلاق پیدا کر دیتی ہیں جس کے باعث ان سے نیکی کا صدور باقاعدہ ایک ضابطہ کے مطابق ہوتا ہے اور بدی اگر سرزد ہوتی ہے تو محض ایک حادثہ کے طور پر ہوتی ہے، کوئی گہرے محركات ایسے نہیں ہوتے جو ان کے نظام اور فکر و اخلاق سے ابھرتے اور اپنے اتفاقی طبع سے بدی کی راہ پر لے جاتے ہیں“<sup>24</sup>

﴿وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاءِعُونَ \* وَالَّذِينَ هُمْ بِشَهَادَاتِهِمْ قَائِمُونَ \* وَالَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ يُحْافِظُونَ \* أُولَئِكَ فِي جَنَّاتٍ مُّكَرْمُونَ﴾<sup>25</sup> (وہ لوگ جو اپنی امانتوں کی حفاظت اور اپنے عہد کا پاس رکھتے ہیں اور جو اپنی گواہیوں پر راست بازی سے قائم رہتے ہیں جو اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں۔ یہ لوگ عزت کے ساتھ جنت کے باغوں میں رہیں گے)

ان آیات میں فلاح پانے والے جنتیوں کی یہ خصوصیات بیان کی گئی ہیں: وہ اپنی امانتوں کا پاس کرتے

فوز و فلاح کا قرآنی تصور: معاصر تقاضیں کی روشنی میں تحقیقی و تجویزی مطالعہ

---

ہیں، اپنے قول و قرار کا پاس کرتے ہیں، جو سچی گواہی پر قائم رہتے ہیں اور اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ یہ ہیں وہ کامیاب لوگ جو جنت کے باغوں کے مالک ہیں۔

مولانا مودودی<sup>25</sup> نے توضیح کرتے ہوئے لکھا ہے: ”امانتوں سے مراد وہ امانتیں بھی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے بندوں کے سپرد کی ہیں اور وہ امانتیں بھی جو انسان کسی دوسرے انسان پر اعتماد کر کے اس کے حوالے کرتا ہے۔ اس طرح عہد سے مراد وہ عہد بھی ہے جو بندہ اپنے رب سے کرتا ہے اور وہ عہد بھی جو بندے ایک دوسرے سے کرتے ہیں۔ ان دونوں قسم کی امانتوں اور دونوں قسم کی عہدوں پیمان کا پاس و لحاظ ایک مومن کی سیرت کے لازمی خصائص میں سے ہیں“ یہاں پر ایک حدیث مبارک کا ذکر بھی کرتے ہیں۔

﴿لَا إِيمَانَ لِمَنْ لَا يَأْمَنَةَ لَهُ وَلَا دِينَ لِمَنْ لَا يَعْهَدَ لَهُ﴾<sup>26</sup> (خبردار رہو جس میں امانت نہیں اس

کا کوئی ایمان نہیں اور جو عہد کا پابند نہیں اس کا کوئی دین نہیں)

وہ لوگ نہ تو شہادت چھپاتے ہیں، نہ اس میں کمی پیشی کرتے ہیں وہ اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں جس بلند سیرت و کردار کے لوگ اللہ تعالیٰ کی جنت کے مستحق قرار دیئے گئے ہیں۔ ان کی صفات کا ذکر نمازی سے شروع ہوا اور اس پر ختم کیا گیا ہے۔ نمازی ہونا ان کی پہلی صفت ہے نماز کا ہمیشہ پابند رہنا ان کی دوسری صفت اور نماز کی حفاظت کرنا ان کی آخری صفت ہے۔ نماز کی حفاظت سے بہت سے چیزیں مراد ہیں: وقت پر نماز ادا کرنا نماز سے پہلے یہ اطمینان کر لینا کہ جسم اور کپڑے پاک ہیں، باوضو ہونا، اور وضو میں اعضا کو اچھی طرح دھونا، ارکان اور واجبات اور مستحبات نماز کو ٹھیک ادا کرنا، نماز کے آداب کو پوری طرح ملاحظہ کرنا، اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں کر کے اپنی نمازوں کو ضائع نہ کرنا یہ سب چیزیں نماز کی حفاظت میں شامل ہیں۔<sup>27</sup>

پیر محمد کرم شاہ لکھتے ہیں کہ: ”ان خوبیوں سے جو لوگ آرستے ہیں ان میں فطری کمزوریاں باقی نہیں رہتیں، ان کا وجود سب کے لئے باعث رحمت و برکت بن جاتا ہے۔ ان ہی خصال حمیدہ کے باعث وہ جنت میں داخل ہوں گے اور

وہاں ان کو بڑی عزت اور قدر کی نگاہ سے دیکھا جائے گا<sup>28</sup>

مغلخین وہ ہیں جو پیغمبر پر ایمان لائے اس کو تقویت دی، اس کی مدد کی اور اللہ تعالیٰ کے انتارے ہوئے نور کی پیر وی کی۔

﴿فَاللَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّزُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنْزِلَ مَعَهُ اولِئَكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾<sup>29</sup> (المذا

جو لوگ اس پر ایمان لا سکیں اور اس کی حمایت و نصرت کریں اور اس روشنی کی پیروی اختیار کریں جو اس کے ساتھ نازل کی گئی ہے۔ وہی فلاح پانے والے ہوں گے)

### فوز و فلاح کے اصول

فوز و فلاح پانے والے اور حقیقی کامیابی حاصل کرنے والوں کی خصوصیات و صفات کا ذکر سورۃ المؤمنون میں اس طرح ہوا ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ هُمْ مِنْ خَشِيقَةِ رَبِّهِمْ مُشْفِقُونَ \* وَالَّذِينَ هُمْ بِآيَاتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُونَ \* وَالَّذِينَ هُمْ

بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُونَ \* وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا آتُوا وَقُلُوبُهُمْ وَجْلَةٌ أَهْمَّ إِلَى رَبِّهِمْ مَا جُنُونَ \* اولیائِ

یُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَهُمْ لَهَا سَابِقُونَ﴾<sup>30</sup> (یقیناً وہ لوگ جو اپنے رب کے خوف سے

ڈرتے ہیں اور جو لوگ اپنے رب کے احکام پر ایمان لاتے ہیں اور جو لوگ اپنے رب کے

ساتھ کسی کوششیک نہیں ٹھہراتے ہیں اور وہ لوگ جو کچھ دے سکتے ہیں دیتے رہتے ہیں اور

ان کے دل اس بات سے ڈرتے ہیں کہ انہیں ایک دن اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانا

ہے یہی لوگ نیکی کی طرف دوڑتے ہیں اور یہی اس میں سبقت لے جانے والے ہیں)

ان آیات میں بھی اللہ کے نیک بندوں کی خصیتیں بیان ہوئیں ہیں: ا۔ یہ لوگ اللہ کے خوف سے ڈرتے ہیں۔

۲۔ وہ اپنی رب کی آیات پر ایمان لاتے ہیں۔ ۳۔ وہ اپنے رب کی ساتھ کسی شریک نہیں ٹھہراتے ہیں۔ ۴۔ وہ اس

کی راہ میں زکوٰۃ صدقات دیتے ہیں سمجھتے ہیں کہ انہیں اپنے رب کی پاس لوٹ کر جانا ہے۔ ۵۔ نیکی کے کاموں

میں تیزی کرتے ہیں اور آگے بڑھ جانا چاہتے ہیں۔

مولانا عبدالمadjد دریابادیؒ ان آیات کے حوالے سے لکھتے ہیں: ”اہل ایمان اہل تقویٰ ان خصوصیات کی

بنیاد پر نفع حاصل کر سکتے ہیں نہ کہ وہ کافر بے دین جو اپنی دنیا وی کامیابیوں اور کامرانیوں پر مغور اپنے آپ کو حق پر سمجھتے

ہیں“<sup>31</sup>

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَمَنْ تَقْلِبْتُ مَوَازِينُهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ، وَمَنْ حَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَئِكَ الَّذِينَ حَسِرُوا

أَنْفُسَهُمْ فِي جَهَنَّمَ خَالِدُونَ﴾<sup>32</sup> (جن کے (ترزاوکا) پلہ بھاری ہو گا وہ کامیاب ہوں گے۔ اور جن کا پلہ ہلکہ ہو گا وہ

وہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو نقصان میں رکھا وہ جہنم میں ہمیشہ رہیں گے)

مفتي محمد شفیع اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ”میران عمل میں جس شخص کا نیکیوں کا پلہ بھاری

ہو گا وہ فلاح پانے والا ہو گا اور جس کا نیکیوں کا پلہ ہلکا رہے گا تو یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے دنیا میں خود اپنے ہاتھوں اپنا نقصان

کیا۔ اور اب وہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں رہنے والے ہیں۔ اس آیت میں مقابلہ صرف مومنین کا ملین اور کفار کا ہے اور انہی

کے وزن اعمال کا اور ان میں سے ہر ایک کے انجام کا ذکر کیا گیا کہ مومنین و کاملین کا پلہ بھاری ہو گا ان کو فلاح حاصل

ہو گی، کفار کا پلہ ہلکا رہے گا ان کو ہمیشہ کے لئے جہنم میں رہنا پڑے گا“<sup>33</sup>

فوز و فلاح کا قرآنی تصور: معاصر تفاسیر کی روشنی میں تحقیقی و تجویاتی مطالعہ

---

اس آیت کی تفسیر میں عبدالماجد دریابادیؒ لکھتے ہیں: ”اس روز کام آنے والی چیز صرف ایمان ہوگی اور دراصل ایمان کی شناخت یہ ہوگی کہ ان کے عقائد و اعمال کا پڑا میرانِ عدل میں بھاری ہو گا“<sup>34</sup>

مولانا مودودیؒ اس آیت کی تفسیر لکھتے ہیں: ”قیامت کے دن جن کے قابل قدر اعمال و زندگی ہوں گے جن کے نیکیوں کا پڑا برا ایکوں کے پڑے سے زیادہ بھاری ہو گا وہ فلاح یافتہ ہوں گے“<sup>35</sup>

فلاح وہ لوگ پائیں گے جو نبی اُنیٰ پر ایمان رکھتے ہیں، اس کی رفاقت کرتے ہیں، اس کی مدد کرتے ہیں اور اس نازل شدہ نور کی اتباع کرتے ہیں:

﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّزُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا الْأُفْوَرَ الَّذِي أُنْذِلَ مَعَهُ أَوْلَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾<sup>36</sup>

سو وہ (پس وہ لوگ جو نبی کریم ﷺ ایمان لائے اور ان کی حمایت اور نصرت کرتے ہیں اور اس نور کی پیروی کرتے ہیں جو ان کے ساتھ نازل ہوا ہے تو یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں)

عبدالماجد دریابادیؒ اس آیت کی تفسیر میں مختصر آیات کرتے ہیں: (دنیا و آخرت دونوں میں) دنیا میں بہترین دستور حیات و نظام عمل کامال ک اور آخرت میں ہر طرح کی آسمائش فراغت سے مالا مال۔ (الفائزون بالمطلوب في الدنيا والآخرة، الفوز الذين انزل معه)<sup>37</sup> اس سے مراد قرآن و سنت ہے۔

پیر محمد کرم شاہؒ رقطر از ہیں: ”فلاح و سعادت سے صرف وہی سرفراز ہو گا جو میرے مصطفیٰ پر سچے دل سے ایمان لایا اور اس کی تعظیم و تکریم میں کوئی کوتا ہی نہ کی۔ اس کے دین کی نصرت اور اس کی شریعت کی تائید کیلئے ہر قربانی دینے پر مستعد ہوا اور اس کے نور تابا (قرآن حکیم) کے ارشادات پر عمل کرنے کے لئے دل و جان سے آمادہ ہوا۔ یہ آیت شان رحمۃ للعلائیین کی آسمانی تفسیر ہے۔ ایمان کے بعد حضور ﷺ کی تعظیم و تکریم سب سے اہم ہے۔ بلکہ نصرت اور اتباع قرآن کا حق ادا ہی تب ہو سکتا ہے جب دل میں حضورؐ کا ادب و احترام ہو گا“

38

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذْ كُنُوا وَ اسْجُدُوا وَ اغْبَدُوا وَ ارْبَكُمْ وَ افْعُلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾<sup>39</sup> (۱۴)

لوگو! جو ایمان لائے ہو رکوع کرو اور سجدہ کرو اپنے رب کی بندگی کرو اور نیک کام کرو شاید کہ تم فلاح پاسکو) پیر محمد کرم شاہؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: ”اہل ایمان کو رکوع و سجدہ اور ادائے نماز کا حکم ملا۔ وَ اغْبَدُوا سے اس کے تمام احکام بجا لانے کی تاکید کی گئی وَ افْعُلُوا الْخَيْر سے ایسے کام کرنے کا فرمان صادر ہوا جو اس کے لئے، اس کی قوم و ملت کے لئے، سارے نوع انسانی کے لئے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی ساری خلائق کے لئے اپنے دامن میں خیر و نفع کی نعمت سمیتے ہیں“<sup>40</sup>

## معارفِ اسلامی، جلد ۱۲، شمارہ ۲، ۲۰۱۷ء

ایک مومن یہ اعمال صالح اور عبادت کر کے اس بات کی اپنے رب سے امید و توقع کر سکتا ہے کہ وہ شاید فلاح پاسکے۔

﴿وَثُبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَا الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾<sup>41</sup> اے مومنو! تم سب مل کر اللہ سے توبہ کرو تو قع ہے کہ فلاح پاوے گے۔

اس آیت میں مومنوں کو حکم دیا گیا ہے کہ گزشتہ زندگی میں ہونے والی لغزشوں سے تائب ہونا چاہئے۔ ہو سکتا ہے کہ احکام الہی میں کسی وقت کوتاہی ہو گئی ہو تو اس پر لازم ہے اس سے توبہ کرے گزشتہ پرندامت کے ساتھ اللہ سے مغفرت مانگے اور آئندہ اس کے پاس نہ جانے کا عزم صیم کرے اور امید رکھے کہ اللہ تعالیٰ اس کو فلاح و کامیابی سے سرفراز فرمائے۔

**مومنین کی آزمائش**

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَنَبْلُونَكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالشَّمَرَاتِ وَبَشَّرَ الصَّابِرِينَ \* الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ \* اولَئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّنْ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ﴾<sup>42</sup> (اور ہم ضرور خوف ہر اس بھوک کی تکفیف اور مال و جان اور بچلوں کے نقصان سے تمہارا کچھ امتحان لیں گے (اے پیغمبر) صبر کرنے والوں کو خوش خبری دے دو وہ لوگ جنہیں جب کوئی مصیبت پہنچے تو کہہ اٹھتے ہیں کہ ہم تو اسی اللہ کے ہیں اور ہمیں اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ ایسے ہی لوگ جن پر اللہ کی بخششیں اور رحمتیں ہوتی ہیں اور صرف یہی لوگ ہدایت یافتے ہیں)

اس آیت مبارکہ میں یہ بیان ہوا کہ اگر کوئی شخص ایمان لے آئے عبادت اور بندگی بھی کرتا رہے تو اس پر بھی آزمائش آسکتی ہے، مثلاً: خوف و ہر اس، بھوک یعنی امیر ہونے کے بعد غریب ہو جانا، مال و جان میں کی اور نقصان، باغ کا آندھی، جھکڑالہ باری وغیرہ سے نقصان ہو سکتا ہے، مگر جن لوگوں نے ان مصائب میں صبر کیا کفران نعمت نہ کیا بلکہ ان مصائب کو وسیلہ ذکر و شکر بنایا، ان کو اے پیغمبر! ہماری طرف سے بشارت سنادو

**1- اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت**

جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کریں گے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہیں گے وہی حقیقت میں فلاح پائیں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمُ بَيْنَهُمْ أَنَّ يَقُولُوا اسْمِعُنَا وَأَطْعُنَا وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ \* وَمَنْ يُطِيعُ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَعْصِيَ اللَّهَ وَيَعْصِيَ فَأُولَئِكَ هُمُ الْقَائِدُونَ﴾<sup>43</sup>

( بلاشبہ جب مومنوں کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف بلا یا جائے کہ ان کے درمیان فیصلہ کریں تو ان کی بات فقط یہ ہوتی ہے کہ ہم نے سن لیا اور مان لیا اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ اور جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرے گا اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے اور اس کی نافرمانی سے پتکا رہے تو اسی طرح کے لوگ ہی کامیاب ہوں گے)

اس آیت میں مذاقین کے مقابلے میں مومنوں کی کیفیت بیان کی جا رہی ہے کہ وہ خدائی فیصلے پر کیسا رہ عمل کرتے ہیں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ جب مومن کو اللہ اور اس کے رسول کے فیصلے کی طرف دعوت دی جاتی ہے تو وہ صرف ایک ہی بات کرتا ہے کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی۔ کیا عمدہ بات ہے، «اسمعنا و اطعنا» ہم نے سنا اور اطاعت کی مختصر اور معنی خیز ہے۔

مفہومی محمد شفیعؒ لکھتے ہیں: ”اس آیت میں چار چیزوں کے فرمایا ہے۔ کہ جو ان چار چیزوں کے پابند ہیں وہ ہی باسراد اور دین و دنیا میں کامیاب ہیں، اس کے بعد وہ تفسیر قرطبی سے ایک واقعہ جو کہ حضرت عمر فاروق اعظمؓ اور ایک رومی کے متعلق ہے بیان کیا اس میں اس آیت کیوضاحت ہوتی ہے «من يطاع الله» فرانض المبیہ کے متعلق ہے «وَرَسُوْلُهُ» سنت نبوی کے متعلق ہے۔ «وَيَعْصِيَ اللَّهَ» گزشتہ عمر کے متعلق ہے۔ «وَيَعْصِيَهُ» آئندہ باقی عمر کے متعلق ہے۔ جب انسان ان چار چیزوں کا عامل ہو جائے تو اسکو «نَمْمَ الْقَائِدُونَ» کی بشارت ہے اور فائز وہ شخص ہے جو جہنم سے نجات پائے اور جنت میں اس کو ٹھکانا ملے۔<sup>44</sup>

پیر محمد کرم شاہؒ اس آیت کی تفسیر ان الفاظ میں کرتے ہیں: ”جو شخص فرانضؓ میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہے اور سنتوں میں اس کے رسول کی پیروی کرتا ہے اور گزری ہوئی زندگی میں جو غلطیاں اس سے ہوئیں ان کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے اور آنے والی زندگی میں تقویٰ اغتیار کرتا ہے یہی لوگ کامیاب ہیں اور کامیاب وہ شخص ہے جسے آتش جہنم سے نجات مل گئی اور جنت میں داخل کر دیا گیا۔<sup>45</sup>

تفسیر نمونہ میں ناصر مکارم شیرازی لکھتے ہیں: ”جو شخص یہ ایمان رکھتا ہے کہ اللہ ہر چیز کا عالم ہے وہ ہر شخص سے بے نیاز ہے اور تمام بندوں کیلئے رحیم اور مہربان ہے تو اللہ کے فیصلے پر کسی اور کے فیصلے کو کیسے ترجیح دے سکتا ہے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ وہ اللہ کے فیصلے پر اس کے سوا کچھ کہیں کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی یہ کیسی عظیم آزمائش اور مومنین کی کامیابی کا کیا ہی عملہ راستہ ہے

مزید لکھتے ہیں : جو شخص اپنی باغ ڈور اللہ کے حوالے کر دے، اسے حاکم اور نجّمان لے، وہ ہر چیز میں کامیاب ہے مادی زندگی میں بھی اور روحانی زندگی میں بھی اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کریں اللہ سے ڈریں اور تقویٰ کو اپنا شعار بنائیں وہی نجات پانے والے اور کامیاب ہیں ۴۶

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا \* يُصْلِحُ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَعْفُرُ لَكُمْ دُّنْبُبَكُمْ وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا﴾<sup>47</sup>

(اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور ٹھیک بات کیا کرو، اللہ تمہارے اعمال درست کر دے گا اور تمہارے قصوروں سے در گزر کرے گا اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے اس نے بڑی کامیابی حاصل کی)

اس آیت میں فوز اعظمیاً کے الفاظ آئے ہیں لیکن اس سے پہلے اہل ایمان کو اللہ سے ڈرنے، کچی بات کہنے کا حکم دیا اور پھر وعدہ کیا تمہارے اعمال درست کر دیئے جائیں گے، گناہ معاف کر دیئے جائیں گے لیکن ساتھ ہی تم اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کرو گے تو تم کو بہت بڑی کامیابی ملے گی۔

پیر محمد کرم شاہؒ اس آیت کی تفسیر لکھتے ہیں : ”اے اہل ایمان تمہیں تو تقویٰ اور پارسائی کا شیوه اختیار کرنا چاہیے اور بات کرو تو کچی اور درست بات کرو کوئی جھوٹی بات سے منہ سے نہ نکلے۔ کبھی اگر تم اپنے عمل میں تقویٰ اور راست روی کو اور اپنے قول میں حق و صداقت کو اپنا شعار بناؤ گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو ہر بھی سے پاک فرمادے گا اور انہیں شرف قبولیت بخشنے گا اور اس سے پہلے جو لغزشیں تم سے سرزد ہوئی تھیں وہ سب معاف کر دی جائیں گی وہ لوگ جن کے سامنے تم سے گناہ سرزد ہوئے تھے ان کے حافظے سے بھی ان کی یادداشت محوك دی جائے گی بلکہ فرشتوں نے جو دفتر عمل تمہارا تیار کر رکھا ہے وہاں سے بھی تمہارے گناہوں کی تحریر مٹا دی جائے گی ۴8“

## 2- اعمال صالح

﴿فَإِنَّمَا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَعَسَى أَنْ يَكُونَ مِنَ الْمُفْلِحِينَ﴾<sup>49</sup> (تو وہ جس نے توبہ کی اور

ایمان لا یا اور نیک عمل کئے یقیناً وہ کامیاب و کامران لوگوں میں ہو گا)

”اس آیت میں راہ نجات کے تین اقدامات بیان ہوتے ہیں : ا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف بازگشت۔ ایمان۔ ۳۔ عمل صالح۔ اس کے بعد یقیناً فلاح و نجات ہے، عسی (امید ہے) اگرچہ جو شخص ایمان، عمل صالح کا حامل ہو، اسکے لئے فلاح یقینی ہے لیکن یہاں ممکن ہے یہ تعبیر اس لئے ہو کہ فلاح اس حالت کے تسلسل سے مشروط ہے اور چونکہ ضروری نہیں کہ ہر توبہ کرنے والا اپنی اسی حالت پر باقی رہے، اس لئے یہاں یہ لفظ لایا گیا ہے۔ بعض مفسرین نے یہ بھی کہا ہے کہ جب عسی کی تعبیر کسی ذات کریم سے صادر ہو تو اس میں قطعی اور یقین ہونے کا مفہوم نہیں ہوتا ہے جب کہ اللہ تو اکرام الا کرام ہے“<sup>50</sup>

فوز و فلاح کا قرآنی تصور: معاصر تقاضیں کی روشنی میں تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ

---

یہی مضمون سورۃ التغابن میں بیان ہوا ہے: ﴿وَمَنْ يُؤْمِنْ بِاللَّهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُكَفَّرُ عَنْهُ سَيِّئَاتِهِ وَيُنْجَلِّهِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ﴾<sup>51</sup> (جو اللہ پر ایمان لا یا اور نیک عمل کرتا ہے اللہ اسکے کنہ جہاڑ دے گا اور اسے ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہیں بہتی ہوں گی یہ لوگ ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں گے یہی بڑی کامیابی ہے) اس آیت کریمہ میں بھی فرمایا گیا کہ اصل مفہوم وہی لوگ ہیں جو اس پر ایمان لاتے ہیں اور پھر احکام الہی پر عمل کرتے ہوئے، امر بالمعروف بجالاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے سابقہ گناہوں اور خطاؤں کو دور کرے گا اور ان کے نامہ اعمال میں کوئی ایسا نقش نہیں رہے گا جس سے قیامت کے دن اس پر فرد جرم عائد کی جاسکے، ایسے لوگوں کیلئے جنت کے دروازے کھل جائیں گے وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، یہی فوز عظیم یعنی بڑی کامیابی ہے۔

3- اللہ اور اس کے رسول کے خالقین سے دوستی نہ کرنا  
قرآن کریم میں صرف یہود و نصاری سے دوستی سے منع نہیں کیا گیا بلکہ ہر اس شخص سے منع کیا گیا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں کی مخالفت کرنے والا ہو یا ان کی مخالفت پر ابھارنے والا ہو۔  
سورۃ المجادلہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَا تَنْهِيْنَ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمَ الْآخِرِ يُؤْمِنُونَ مَنْ حَادَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَةَهُمْ اولئکَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُمْ بِرُوحٍ مِّنْهُ وَيُنْدَخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا رَاضِيَ اللَّهَ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ اولئکَ حِزْبُ اللَّهِ أَلَّا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾<sup>52</sup>

(تم کبھی یہ نہ پاؤ گے کہ جو لوگ اللہ اور آخرت پر ایمان رکھنے والے ہیں وہ ان لوگوں سے محبت کرتے ہیں جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کی ہے خواہ وہ ان کے باپ ہوں یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کے اہل خاندان۔ یہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان ثابت کر دیا ہے اور اپنی طرف سے ایک روح عطا کر کے ان کو قوت بخشی ہے۔ وہ اس کو اور ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہیں بہتی ہوں گی ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اس سے راضی ہوئے وہ اللہ کی جماعت کے لوگ ہیں، خبردار ہو اللہ کی جماعت (حزب اللہ) یہی فلاح پانے والے ہیں)

## معارفِ اسلامی، جلد ۱۲، شمارہ ۲، ۲۰۱۷ء

اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے پیر محمد کرم شاہ لکھتے ہیں کہ : ”جو لوگ اللہ تعالیٰ پر اور روز قیامت پر ایمان لانے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اگر وہ اس دعویٰ میں سچے ہیں تو یہ ممکن نہیں ہے کہ ان کے دلوں میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے دشمنوں کی محبت پائی جائے۔ جس طرح پاک اور پلید پانی ایک برتن میں اکھٹے نہیں رہ سکتے اسی طرح نور ایمان، دشمنان اسلام کی دوستی ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتی۔ جو شخص ایمان کامدی ہے اور کفار و مذاقین کے ساتھ بھی دوستی کے تعلقات رکھتا ہے وہ اپنے آپ کو فریب دے رہا ہے اللہ کا بندہ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے خواہ وہ اس کے قربی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں ہر قسم کے تعلقات منقطع کر دیتا ہے ان میں سے چند قربی رشتؤں کا صراحتاً ذکر فرمادیا۔ اولاد کو اپنے والدین سے محبت ہوتی ہے اور ان کا ادب اور لحاظ بھی ہوتا ہے لیکن اگر باپ دین کا دشمن ہو تو پیٹا اس کی پرواد نہیں کرتا اسی طرح باقی رشتے بھی اللہ اور اس کے محبوب کریم ﷺ کی محبت میں کوئی وقعت نہیں رکھتے۔ چنانچہ دنیا نے دیکھا کہ جب غلامان مصطفیٰ کا بدر واحد کے میدانوں میں اپنے قربی رشتہ داروں کے سامنے صفا آ را ہوئے تو جو بھی ان کا مدد مقابل بنا تو انہوں نے بلا تامل اس کو خاک و خون میں ملا دیا حضرت ابو عبیدہ جب میدان بدر میں گئے تو ان کا باپ عبد اللہ ان کے سامنے آیا۔ آپ نے اپنی تلوار سے اس کا سر قلم کر دیا“<sup>53</sup>

مولانا مودودیؒ آیت کا خلاصہ و مفہوم ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں : ”ایمان دوڑک چاہتا ہے مومن رہنا چاہتے ہو تو ہر اس رشتے اور تعلق کو قربان کر دو جو اسلام کے ساتھ متصادم ہو، اسلام کے رشتے سے کسی اور رشتے کو عنیز رکھتے ہو تو بہتر ہے کہ ایمان کا جھوٹا دعویٰ چھوڑ دو“<sup>54</sup>

**﴿فُلُوْبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُمْ بِرُوحٍ مِّنْهُ﴾** اس کی تفسیر میں پیر محمد کرم شاہ لکھتے ہیں : ”یہی وہ خوش نصیب اور ارجمند حضرات ہیں جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان نقش کر دیا، یہ نقش نہ مٹ سکتا ہے نہ دھندا پڑ سکتا ہے اور ان کو ہی اللہ تعالیٰ نے اپنی جانب سے روح کی تقویت بخشی ہے“<sup>55</sup>

### 4- دنیاوی حرص سے پرہیز

مومن لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کو غور سے سنتے ہیں اور عمل کرتے ہیں۔ دنیاوی حرص وہو سے بچتے ہیں، خود غرضی اور مفاد پرستی سے اجتناب کرتے ہیں، جیسا کہ انصار نے مہاجرین سے برداشت کیا، وہ قیامت تک کے لیے مثال ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

﴿وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُجِيِّعُونَ مَنْ هَا جَرَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِي  
صُدُورِهِمْ حَاجَةً إِنَّمَا أُولُو الْبُيُوتِ وَرُؤُسُ الْأَئِمَّةِ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُوقَ شَحَّ  
نَفْسِهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾<sup>56</sup> (ان لوگوں کا بھی حق ہے جو ہجرت والے (گھر) یعنی مدینہ میں پہلے سے مقیم ہیں اور ایمان میں ثابت قدم ہیں جو شخص ان کے پاس ہجرت کر

فوز و فلاح کا قرآنی تصور: معاصر تفاسیر کی روشنی میں تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ

---

کے آتا ہے، اس سے محبت کرتے ہیں اور جو کچھ مہاجرین کو ملتا ہے اس سے ان کے دل میں کوئی تنگی پیدا نہیں ہوتی اور ان کو اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں خواہ وہ خود فاقہ کش ہی کیوں نہ ہوں اور جس کسی کو اس کے نفس کی حرص سے محفوظ رکھا گیا تو ہی لوگ مراد پانے والے ہیں)

اور یہیضمون سورۃ الانعام میں بھی بیان ہوا ہے: ﴿فَأَنْتُمْ وَإِنْفَقْتُمْ مَا مَنَّا إِنْسَانٌ إِلَّا لِطَبِيعَةٍ وَأَنْفَقْتُمْ أَخَيْرَ الْأَنْفَقْسِ كُمْ وَمَنْ يُقْرَبْ شَحَّ نَفْسِهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾<sup>57</sup> (الذاجہاں تک تمہارے بس میں ہو اللہ سے ڈرتے رہو اور سنو اور اطاعت کرو اور اپنے مال خرچ کرو یہ تمہارے لئے بہتر ہے جو اپنے دل کی تنگی سے محفوظ رہ گئے پس وہی فلاح پانے والے ہیں)

مولانا شبیر احمد عثمانی سورۃ الحشر کی آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: "اس گھر سے مراد مدینہ طیبہ اور لوگ انصار مدینہ ہیں جو مہاجرین کی آمد سے پہلے مدینہ میں سکونت پذیر تھے اور ایمان و عرفان کی راہوں پر بہت مضبوطی کے ساتھ مستقیم ہو چکے تھے، مہاجرین کو مال فتنے یا مال غنیمت سے جو کچھ عطا کرتے تھے دیکھو یہ انصار لوگ دل سے تنگ نہ ہوتے تھے اور نہ ہی حسد کرتے تھے بلکہ خوش ہوتے تھے اور ہر اچھی چیز میں ان کو اپنی جانوں سے مقدم رکھتے تھے۔ خود سختیاں اور فاقہ اٹھا کر بھی اگر ان کو بھلانی پہنچا سکیں تو دربغ نہیں کرتے تھے۔ یعنی اپنے مقابلے میں مہاجرین کی ضرورت کو ترجیح دیتے تھے خود بھوکے رہتے تھے لیکن مہاجرین کو کھلاتے تھے۔"<sup>58</sup> انصار کے ایثار کی بہت سے مثالیں ہیں ان میں سے ایک مثال پیش کی جاتی ہے:

"رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک مہمان آیا لیکن آپ ﷺ کے گھر میں کچھ نہ تھا، چنانچہ ایک انصاری اُسے اپنے گھر لے گیا گھر جا کر بیوی کو بتایا تو بیوی نے کہا کہ گھر میں تو صرف بچوں کی خوراک ہے۔ انہوں نے باہم مشورہ کیا کہ بچوں کو تو آج بھوکا سلا دیں گے اور ہم خود ایسے ہی کچھ کھائے پیئے بغیر سو جائیں۔ البتہ مہمان کو کھلاتے وقت چراغ بچھادیں تاکہ اسے ہماری بابت علم نہ ہو کہ ہم اس کے ساتھ کھانا نہیں کھا رہے ہیں۔ صحیح جب وہ صحابی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آیت کریمہ نازل ہوئی ﴿وَنُؤْثِرُونَ عَلَى أَنفُسِهِمْ﴾ ان کے ایثار کی یہ بھی نہایت عجیب مثال ہے کہ ایک انصار کی دو بیویاں تھیں تو اس نے ایک بیوی کو اس لئے طلاق دینے کی پیشش کی کہ عدت گزرنے کے بعد اس سے اس کا دوسرا مہاجر بھائی نکاح کر لے"<sup>59</sup>

آیت کے آخری حصہ میں فرمایا گیا کہ یہ انصار لوگ ایسے ہیں اللہ نے (ش) سے بچالیا تھا یعنی وہ لائج اور حرص و بخل سے محفوظ تھے، لائج اور حرص و بخل والے لوگوں میں ایثار نہیں ہو سکتا اور دوسروں کو بچلتا بچوں لتا دیکھ کر خوش نہیں ہوتے۔<sup>60</sup>

### 5- تزکیہ نفس

تزکیہ کے لغوی معنی اچھی حالت میں دکھنا۔ پاکی، صفائی اور تزکیہ نفس کے معنی نفس کو پاک کرنا کے ہیں۔ یہاں تزکیہ نفس کو شرک سے، معصیت سے اور اخلاقی آلاٹشوں سے پاک کرنا ہے۔ انہی صفات کے لوگ اخروی فوز و فلاح سے ہمکنار ہوں گے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّاهَا﴾<sup>61</sup> ترجمہ: یقیناً فلاح پا گیا وہ جس نے نفس کا تزکیہ کیا اور نامراد ہوا جس نے اس کو دبادیا۔

مفتي محمد شفعي اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ”بامراد وہ شخص ہے جس نے اپنے نفس کا تزکیہ کر لیا۔ تزکیہ کے اصلی معنی باطنی پاکی کے ہیں۔ مراد یہ کہ جس نے اللہ کی اطاعت کی اور اپنے ظاہر و باطن کو پاک کر لیا اور محروم ہوا وہ شخص جس نے اپنے نفس کو گناہوں کی دلدل میں دھنسا دیا۔ لفظ دسّ، دسّ سے مشتق ہے جس کے معنے زمین میں دفن کر دینے کے ہیں۔ مفسرین نے اس کے معنی یہ کہ ہیں کہ بامراد ہوا وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے پاک کر دیا اور نامراد اور محروم ہوا وہ آدمی جس کو اللہ نے گناہوں میں دھنسا دیا۔ اس آیت میں کل انسانوں کو دو گروہوں میں تقسیم کر دیا ایک بامراد اور دوسرا نامراد۔ آگے دوسری قسم کے لوگوں کو ان جام بدم سے ڈرایا گیا، ان نامadroں کو آخرت میں تو سخت سزا ملے گی اور بعض کو دنیا میں بھی عذاب دیا گیا، جیسے قوم عاد و ثمود و نوچ وغیرہ“<sup>(62)</sup>

### 6- عہد کو پورا کرنے والے

معاشرتی زندگی میں وعدہ پورا کرنا یعنی ایفائے عہد کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ قرآن کریم میں بہت بجھوں پر عہد پورا کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔ سورۃ الملائکہ کی ابتداء میں اہل ایمان کو عہد و پیمان پورے کرنے کا حکم دیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿وَمَنْ أُوفَى بِعَهْدِهِ مِنَ اللَّهِ فَأَسْتَبْشِرُوَا بِيَعْكُمُ الَّذِي بِإِيمَانِهِ وَذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ﴾<sup>63</sup> (اور

اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر اپنے قول کا پورا کرنے والا کون ہو سکتا ہے، پس تم کو اپنے اس سودے پر جو تم نے اللہ تعالیٰ سے کیا ہے خوشخبری ہے اور یہی فوز عظیم ہے)

اس آیت کی تفسیر میں مولانا شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں: ”اس سے زیادہ سود مند تجارت اور عظیم الشان کامیابی کیا ہو گی کہ ہماری حقیر جان اور فانی اموال کا اللہ تعالیٰ خریدار بنا۔ ہماری جان و مال جو نی الحقيقة اسی کی مملوک اور مخلوق ہے محض ادنیٰ ملابست سے ہماری طرف نسبت کر کے بیچ قرار دیا جو عقد بیچ میں مقصود بالذات ہوتی ہے اور جنت جیسے اعلیٰ مقام کو اس کا شمن بتلایا جو بیچ تک پہنچنے کا وسیلہ ہے۔ حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جنت میں وہ نعمتیں ہوں گی جن کو نہ آنکھوں نے دیکھا، نہ کانوں نے سنا اور نہ کسی بشر کے قلب پر ان کی کیفیات کا خیال اور خطور ہوا۔ خیال

## فوز و فلاح کا قرآنی تصور: معاصر تقاضیں کی روشنی میں تحقیقی و تجویزی مطالعہ

کرو کہ جان و مال جو برائے نام ہمارے کملاتے ہیں انہیں جنت کا شہنشہ بنایا، نہ یہ کہا کہ حق تعالیٰ (بائع) اور ہم مشتری ہوتے۔ تلطیف و نوازش کی حد ہو گئی کہ اس ذرا سی چیز کے معاوضہ میں جنت جیسی لازوال اور قیمتی چیز کو ہمارے لئے مخصوص کر دیا۔<sup>64</sup>

### 7- رضاۓ الہی کا حصول

ایمان والے دنیا میں عیش و عشرت، لہو و لعب اور اپنی خواہشات پر قابو رکھتے ہیں اور ہمیشہ اس کی رضا کے طالب ہوتے ہیں اور دنیاداروں کی پرواہ نہیں کرتے بلکہ اور ایسے ہی لوگوں کے متعلق ارشاد ہوا:

﴿إِنَّمَا كَانَ فَرِيقُنِّيْمُ مِنْ عَبْدَنِيْمِ يَقُولُونَ هَذِهَا آمِنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَإِنَّمَا تَحْبُّ الرَّاجِحِينَ﴾\*

﴿فَأَنْخَذَنَّهُمُوهُمْ سِخْرِيَّاً حَتَّىٰ أَنْسُوَّهُمْ ذُكْرِي وَكُنْثُمْ مِنْهُمْ تَضَخَّكُونَ﴾ \* إِنِّي جَزَيْتُهُمْ

﴿الْيَوْمَ يَمْأَصَبُو أَكْلَهُمْ هُمُ الْفَالَّذُونَ﴾<sup>65</sup> (اے ہمارے پروردگار ہم ایمان لائے ہیں ہمیں

معاف کر دے۔ ہم پر رحم کرتے سب رحیموں سے اچھار حیم ہے تو تم نے ان کا مذاق اڑایا

یہاں تک کہ ان کی ضد نے تمہیں یہ بھی بھلا دی کہ میں کوئی ہوں اور تم ان پر ہنسنے رہے،

ان کے اس صبر کا میں نے پھل دیا ہے کہ وہی کامیاب ہیں)

” دین میں اہل ایمان کے لیے ایک صبر آزماء مرحلہ یہ بھی ہوتا ہے کہ جب وہ دین و ایمان کے مقتضیات پر عمل کرتے ہیں تو دین سے ناآشنا اور ایمان سے بے خبر لوگ انہیں استہزا، ولامت کا ناشانہ بناتے ہیں۔ کتنے ہی کمزور ایمان والے ہیں کہ وہ ان کی ملامتوں سے ڈر کر بہت سے احکام الہیہ پر عمل کرنے سے گیرز کرتے ہیں۔ جیسے دلّھی ہے، پردے کا مسئلہ ہے، شادی بیاہ کی ہندوانہ رسومات سے اجتناب کرنا وغیرہ۔ خوش قسمت وہ لوگ ہیں جو کسی بھی ملامت کی پرواہ نہیں کرتے اور اللہ و رسول کی اطاعت سے کسی بھی موقعے سے انحراف نہیں کرتے «وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَا إِيمَانِ»۔ قیامت والے دن انہیں اس کی بہترین جزا عطا فرمائے گا اور انہیں کامیابی سے سرفراز کرے گا۔ اور وہ ہر قسم کی لذتوں اور مسرتوں سے ہمکنار ہوں گے یہ لوگ ہیں مغلوبین ”<sup>66</sup>

### 8- شرک سے اجتناب

جو لوگ شرک سے اپنے آپ کو بچائیں گے وہی ہدایت یافتہ کمالائیں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿الَّذِينَ آمُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اولِيَّاتُهُمُ الْأَمْنُ وَهُمْ مُهْتَدُونَ﴾<sup>67</sup> (وہ لوگ جو ایمان

لائے اور اپنے ایمان میں شرک (جیسے ظلم) کی آمیزش نہیں کی انہی کے لئے امن ہے اور یہی لوگ سیدھے راستے

پر ہیں)

پیر محمد کرم شاہؒ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے

ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بہت پریشان ہوئے اور نبی کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی (اَيَّا لَمْ يَظْلِمْ نَفْسُهُ)؟ ہم میں سے کون ہے جس نے اپنے آپ پر ظلم نہ کیا ہو؟ تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ یہاں ظلم سے مراد گناہ نہیں بلکہ شرک ہے۔ لیس هو کماتظنون انما هو کما قال ﴿وَإِذَا قَاتَ لِقُومًا لِأَنَّهُ وَهُوَ يَعْظُلُهُ يَأْبَى إِلَّا تُشْرِكُ بِاللَّهِ إِنَّ الشَّرْكَ لِظُلْمٍ عَظِيمٍ﴾ (اور جب کہ لقمان نے وعظ کرتے ہوئے اپنے بڑے کے سے فرمایا کہ میرے پیارے بچے! اللہ کے ساتھ شریک نہ کرنا بے شک شرک بڑا بھاری ظلم ہے) <sup>68</sup>

اسی آیت کی تفسیر کرتے ہوئے مفتی محمد شفیع لکھتے ہیں: "اس آیت میں عذاب سے مامون ہونے کی یہ شرط ہے کہ ایمان کے ساتھ ظلم نہ کیا ہو، تو پھر ہماری نجات کی کیا سببیل ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم آیت کا صحیح مفہوم نہیں سمجھے۔ آیت میں ظلم سے مراد شرک ہے۔ جیسا کہ ایک دوسری آیت میں ارشاد ہے ﴿إِنَّ الْشَّرْكَ لِظُلْمٍ عَظِيمٍ﴾ اس لئے مراد آیت یہ ہے کہ جو شخص ایمان لائے اور پھر اس میں اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات میں کسی کو شریک نہ ٹھہرائے وہ عذاب سے مامون اور ہدایت یافتہ اور فلاح یافتہ ہے۔" <sup>69</sup>

سورۃ المؤمنون میں یہی مضمون اس طرح بیان ہوا ہے: ﴿وَالَّذِينَ هُمْ بِآيَاتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُونَ \* وَالَّذِينَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُونَ \* وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا آتُوا وَقُلُوبُهُمْ وَجْلَةٌ لَهُمْ إِلَى رَبِّهِمْ رَاجِحُونَ﴾ <sup>70</sup> (اور جو لوگ اپنے رب کی آیات پر یقین رکھتے ہیں۔ جو اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں مانتے اور جن کا حال یہ ہے کہ کچھ بھی دیتے ہیں اور دل ان کے اس خیال سے کاپنے ہیں کہ ان کو اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانا ہے) ان آیات مبارکہ میں شرک سے نفرت دلائی گئی ہے اور وہ جو عمل کرتے ہیں اس میں اس بات کا خیال رکھتے ہیں کہ انہیں اللہ کے ہاں اپنے اعمال پیش کرنے میں تو ایسے ہی لوگ مغلخین ہیں۔

#### 9- صبر کرنے والے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَاصْبِرُوا وَرَاءِيْطُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ <sup>71</sup> (اے ایمان والو!

صبر کرو ایک دوسرے کو صبر پر آمادہ کرو اور اپنے آپ کو جہاد کے لئے تیار رکھو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو تاکہ تم فلاح پاسکو)

اس آیت مبارکہ میں مومنوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ: مشکلات و جہاد کی صورت میں صبر کریں، دوسروں کو بھی صبر پر آمادہ کریں، حتیٰ الوعظ جہاد کے لئے کمرستہ رہیں اور تقویٰ اختیار کریں۔

اگر ان شرائط پر عمل کرو تو کامیاب ہو سکتے ہو۔

پیر محمد کرم شاہ ضیاء القرآن میں لکھتے ہیں: "رباط کہتے ہیں نفس کو نیت حسنہ پر آمادہ رکھنا اور جسم کو عبادت پر کار بند رکھنا۔ اس کا اعلیٰ مقام یہ ہے کہ انسان جہاد فی سبیل اللہ کے لئے کمرستہ رہے اور گھوڑا تیار رکھے اور نفس کو نماز کا خون گر بنائے اور تقویٰ پر قائم رہے۔ جب کسی فرد یا قوم میں یہ صفات پائی جاتی ہیں تو رحمت الہی اور نصرت خداوندی اس کی پاسبان ہوتی ہے مشکلات کے پہلا از خود راستہ چھوڑ دیتے ہیں دنیا میں بھی عنزت نصیب ہوتی ہے اور آخرت میں بھی سر خردی۔"<sup>72</sup>

#### 10۔ کبیرہ گناہوں سے اجتناب

قرآن کریم میں ارشاد ربانی ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَأْكُلُو الرِّبَأً أَضْعَافًا مُضَاعَةً وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾<sup>73</sup> ترجمہ: اے ایمان والو! ہو یہ بڑھتا چڑھتا سود کھانا چھوڑ دو اور اللہ سے ڈرو، امید ہے، فلاں پاؤ گے۔

پیر محمد کرم شاہ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "اس سودی نظام کو حرام کیا جاتا ہے جس کا اس وقت عام رواج تھا۔ رواج یہ تھا کہ کسی نے ایک مدت مقررہ تک قرض لیا، جب وہ مدت ختم ہوئی اور قرض خواہ نے رقم کا مطالبہ کیا تو مقرض کہا کرتا، تم میعاد بڑھادو میں رقم میں اضافہ کر دیتا ہو۔ یہ سلسلہ مدتک تک جاری رہتا یہاں تک کہ اصل رقم کئی گناہ بڑھ جاتی۔ اسے سود درسود یا سود مرکب کہا جاتا ہے۔ اس ظالمانہ نظام کو اسلام نے ختم کر دیا، کیونکہ اس سے اگر ایک طبقہ میں تن آسانی، حرام خوری، حرص و بخل کے جذبات پر ورش پاتے تھے تو قوم کے دوسرے طبقہ میں حسد و عناد کی خم ریزی ہوتی تھی وہ امت جسے دنیا میں تبلیغ تو حید و ہدایت کا ایک عظیم المرتبت مشن سر انجام دینا ہواں میں ایسے عناصر کو سب برداشت کیا جا سکتا ہے جو علمی وحدت کو پارہ پارہ کر دیں۔ المذا آگے چل کر حکم دیا گیا کہ اگر تم نے اس سودی نظام کو نہ چھوڑا تو عذاب میں بدلائے جاؤ گے جو کفار کے لئے تیار کیا گیا ہے۔

بیشتر افراد اور قویں اپنی فلاں و کام رانی کو دولت کی فراوانی میں مضر سمجھتی ہیں اور اس کے حصول کے لئے جائز و ناجائز، حلال و حرام کی تمیز کئے بغیر کوشش ہیں۔ یہاں مسلمانوں کو بتایا جا رہا ہے کہ دوسروں کی طرح تم بھی اس فریب میں بدلائے ہو جانا، حقیقی فلاں متفقہ بننے سے نصیب ہوتی ہے۔<sup>74</sup>

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْحُمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَرْلَامُ بِرِجْسٍ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ

فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾<sup>75</sup> (اے ایمان والو! شراب بینا، جو اکھلیا، بتوں کو پوچنا اور

ہارجیت کے تیر پھیلننا پاک شیطانی کام ہیں اس لئے تم ان سے بچو تاکہ فلاں پاؤ)

## معارفِ اسلامی، جلد ۱۲، شمارہ ۲، ۲۰۱۷ء

اس آیت میں چار چیزوں کو قطعی طور پر حرام قرار دیا گیا ہے ایک شراب، دوسراے قمار بازی، تیسراے وہ مقامات جو اللہ کے سوا کسی دوسرے کی عبادت کرنے یا اللہ کے سوا کسی اور کے نام پر قربانی اور نذر و نیاز چڑھانے کے لئے مخصوص کئے گئے ہوں، چوتھے پانے۔

**مفتی محمد شفیع معارف القرآن میں لکھتے ہیں:** ”یہاں شراب اور جو گے کی حرمت اور ان کی روحانی اور جسمانی خرابیوں کا بیان ہے۔ اول روحانی اور معنوی خرابیاں ﴿إِنَّ جُنُشًا مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ﴾ کے الفاظ میں بیان کیں، جن کا مفہوم یہ ہے کہ یہ چیزیں فطرت سلیمہ کے نزدیک گندی، قابل نفرت چیزیں اور شیطانی جاں ہیں، جن میں کچھ جانے کے بعد انسان بے شمار مفاسد اور مہلک خرابیوں کے گھر ہے میں جا گرتا ہے۔ یہ روحانی مفاسد بیان کرنے کے بعد حکم دیا گیا ہے کہ (فاجتنبوہ) کہ جب یہ چیزیں ایسی ہیں تو ان سے اجتناب کرو اور پر ہیز کرو۔ آخر میں فرمایا (العلَّمُ تَفَلُّحُونَ) جس میں بتلا دیا گیا ہے کہ تمہاری فلاح دنیا و آخرت اسی پر موقوف ہے کہ

ان چیزوں سے پر ہیز کرو<sup>76</sup>

### 11- اللہ کا ذکر کرنے والے

یہاں پر اللہ تعالیٰ کا ذکر نمازِ جمعہ سے تعلق رکھتا ہے۔ ہمارے ہاں یہ رواج ہے کہ جمعہ والے دن نمازِ جمعہ کے بعد کاروبار کرنا اچھا نہیں۔ یہاں اس کی برکات بیان ہوئی ہیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ وَلَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا إِعْلَمُكُمْ نُفْلِحُونَ﴾<sup>77</sup>

(پھر جب نماز پوری ہو جائے تو زمین میں کچھیں جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور اللہ کو کثرت سے یاد کرو شاید کی تمہیں فلاح نصیب ہو)

اس سے مراد کاروبار اور تجارت ہے یعنی نمازِ جمعہ سے فارغ ہو کر تم پھر اپنے اپنے کاروبار اور دنیا کے مشاغل میں مصروف ہو جاؤ مقصود اس امر کی وضاحت ہے کہ جمعہ کے دن کاروبار بند رکھنے کی ضرورت نہیں، صرف نماز کے وقت ایسا کرنا ضروری ہے۔

**مفتی محمد شفیع معارف القرآن میں لکھتے ہیں:** ”اس آیت میں اس کی اجازت دے دی گئی ہے کہ نمازِ جمعہ سے فارغ ہونے کے بعد تجارت، کاروبار اور اپنا اپنا رزق حاصل کرنے کا اہتمام سب کر سکتے ہیں“<sup>78</sup> مفتی محمد شفیع اپنی تفسیر میں حضرت عراک بن مالک رضی اللہ عنہ کا واقعہ پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ وہ نمازِ جمعہ سے فارغ ہو کر باہر آتے تو دروازہ مسجد میں کھڑے ہو کر یہ دعا کرتے تھے: ﴿اللَّهُمَّ أَبْجِبْ رَبَّعَوْتَكَ وَصَلَّيْتُ فَرِيَضَتَكَ، وَإِنْتَشَرْتُ كَمَا أَمْرَتَنِي فَإِنَّدُقْنِي مِنْ نَفْسِكَ، وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ﴾<sup>79</sup> (یعنی یا اللہ میں نے تیرے حکم کی اطاعت کی اور تیر افر غرض ادا کیا اور جیسا کہ تو نے حکم دیا ہے نماز پڑھ کر میں باہر جاتا ہوں تو اپنے فضل سے مجھے رزق عطا فرم اور تو توبہ سے بہتر رزق دینے والا ہے) اور بعض

## فوز فلاح کا قرآنی تصور: معاصر تقاضی کی روشنی میں تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ

سلف صالحین سے منقول ہے کہ جو شخص نماز جمعہ کے بعد تجارتی کاروبار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے ستر مرتبہ برکات نازل فرماتے ہیں۔ ﴿وَإِذْ كُرُوا إِلَهُكُمْ تُفْلِحُونَ﴾، یعنی نماز جمعہ سے فارغ ہو کر کسب معاش تجارت وغیرہ میں لگو، مگر کفار کی طرح خدا سے غافل ہو کرنے لگو، خرید و فروخت اور مزدوری کے وقت بھی اللہ کی یاد جاری رکھو۔

بیہاں ذکر اللہ کثیراً اور تفلحون سے جوبات سمجھ آتی ہے کہ مسلمانوں کو اپنی معاش سے غافل نہیں ہونا چاہیے یہود پوں اور عیسائیوں کی طرح پورا دن اس طرح بسرہ کرو کہ تھوڑی دیر عبادت کی اور باقی وقت فضولیات میں گزار دیا مسلمانوں کو یہ ہدایت کی گئی کہ وہ جمعہ والے دن اجتماعی عبادت سے فارغ ہو کر وقت ضائع نہ کریں، بلکہ رزق حلال کی تلاش جاری رکھیں اور ذکر و اذکار بھی ساتھ ساتھ کرتے رہیں اس کے بدالے میں دو ہر اثواب ہے کہ پاکیزہ تجارت اور عبادت دونوں مل کر باعث فلاح بنتے ہیں۔<sup>80</sup>

### نتائج

- ۱۔ فوز فلاح سے مراد ایسی کامیابی ہے جس کے بعد انسان کو مزید کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے۔
- ۲۔ دنیاوی کامیابی میں انسان مال و دولت، اولاد اور خوشحالی ہی کو اہمیت دیتا ہے مگر یہ چیزیں بالکل عارضی ہیں۔
- ۳۔ دنیاوی کامیابی کی ایک انتہاء ہے اس کے بعد زوال ہے، جیسے صبح و شام، ماہ و سال، بچپن، جوانی، بڑھاپا اور موت ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ دنیا تو صرف ایک دھوکا ہے، اصل فلاح تو آخرت کی فلاح ہے۔
- ۴۔ اصل فلاح یہ ہے کہ کوئی نعمت ملنے کے بعد چھن نہ سکے۔ اس میں کسی کا اندیشہ نہیں ہوتا، ہر طلب پوری ہوتی ہے ہر طلب میں رضاۓ الہی شامل ہوتی ہے۔

### حوالہ جات و حواشی

- 1 محمد بن مکرم بن علی ، ابن منظور ،لسان العرب، ج ۳، ص ۱۹۲، یروت، ۱۳۱۲ھ
- 2 البروج: ۸۵: ۱۱
- 3 الاحزاب: ۷۱/۳۳۔ مزید تفصیل کے لئے دیکھئے: الجایۃ: ۴۵/۳۰، الدخان: ۴۴/۵۷، الطہ: ۹/۲۰، آل عمران: ۳/۱۸۵، الاحزاب: ۳۳/۷۱
- 4 ابوالقاسم حسین بن محمد راغب اصفہانی، مفردات القرآن، ترجمہ و حواشی: الاستاذ محمد عبدہ الفلاح فیروز پوری۔ المکتبہ القاسمیہ، جامع قدس، چوک داکرگاہ، لاہور۔ ۱۹۶۳ء۔ ۱۳۸۳ھ، ص: ۷۱۷، ۷۱۸
- 5 المکتبۃ: ۲۹: ۲۹
- 6 المجادلة: ۵۸: ۲۲۔ مزید تفصیل کے لئے دیکھئے: الاعلی: ۸۷: ۱، الشس: ۹: ۹، المؤمنون: ۱: ۲۳
- 7 مفتی شفیع، معارف القرآن، ادارہ المعارف، کراچی نمبر ۱۶، طبع جدید، ۲۰۰۶ء، ص: ۱۰۲/۱
- 8 المؤمنون: ۱: ۲۳
- 9 مفتی شفیع، معارف القرآن، ج ۲، ص ۱۹۳

## معارف اسلامی، جلد ۱۲، شماره ۲، ۲۰۱۷ء

- 10- سید ابوالاعلی مودودی، *تفہیم القرآن*، ج ۳، ص ۲۶۰
- 11- البقرة: ۲: ۵-۱
- 12- اصلاحی، تدریس قرآن، فاران فاؤنڈیشن لاہور، ۲۲ فیروز پور لاہور، س، ۱۹۸۳ء، ص: ۱۲۱/۲
- 13- مودودی، *تفہیم القرآن*، مطبوعہ ادارۃ ترجمان القرآن، لاہور، طبع ۱۹۸۲ء، ص: ۱/۵۳، ۵۲
- 14- اصلاحی، تدریس قرآن، ص: 121/6
- 15- المؤمنون ۲: ۲۳
- 16- پیر محمد کرم شاہ، ضیاء القرآن، ضیاء القرآن پبلیکیشنز، گنج بخش روڈ لاہور س، ۱۴۰۲ھ، ایڈیشن پنجم، ص: 3/244
- 17- المؤمنون ۲: ۲۳
- 18- معارف القرآن، ص: ۲۹۶/۶
- 19- امام احمد بن حنبل، مسنند احمد بن حنبل، مطبوعہ مکتب اسلامی، بیروت، ۱۳۹۸ھ، حدیث الحسین بن علی، ص: ۳/259، رقم: 1737
- 20- معارف القرآن، ص: ۲۹۶/۶
- 21- المؤمنون ۲: ۲۳
- 22- مودودی، *تفہیم القرآن*، ص: ۳/۲۶۳
- 23- لقمان ۳: ۳/۳
- 24- مودودی، *تفہیم القرآن*، ص: ۳/۷ و ۳/۷
- 25- المعارض: ۷۰/۳۵۳۲
- 26- البھیقی، السنن الکبری، باب ما جاء فی الترغیب فی اداء، ص: ۶/288، 13065
- 27- مودودی، *تفہیم القرآن*، ص: ۶/۹۲
- 28- ضیاء القرآن، ص: ۵/۳۶۷
- 29- الاعراف ۷: ۱۵۷
- 30- المؤمنون ۲۳: ۲۳، ۱۲: ۵۷
- 31- عبدالمابد دریابادی، تفسیر مجددی (اردو)، تاج کپنی لمیٹڈ، لاہور، ص: ۳/۷
- 32- المؤمنون ۲۳: ۲۳، ۱۰۳: ۱۰۲
- 33- معارف القرآن، ص: ۶/۳۳۶
- 34- تفسیر مجددی، ص: ۸۰۸
- 35- *تفہیم القرآن*، ص: ۳/۲۰۱
- 36- الاعراف ۷: ۱۵۷

فوز و فلاح کا قرآنی تصور: معاصر تفاسیر کی روشنی میں تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ

---

- 37- دریا بادی، تفسیر ماجدی، ص: ۳۶۱
- 38- ضیاء القرآن، ج ۲، ص: ۸۹
- 39- الحج: ۲۲
- 40- ضیاء القرآن، ص: ۲۳۶/۳
- 41- النور: ۳۱: ۲۲
- 42- البقرة: ۱۵۷: ۳۱۵۵
- 43- النور: ۵۱، ۵۲: ۲۲
- 44- معارف القرآن، ص: ۳۳۷/۲
- 45- ضیاء القرآن، ص: ۳۳۷/۳
- 46- مکارم شیرازی، تفسیر نمونہ، ترجمہ سید صدر حسین خفی، مصباح القرآن ٹرست، لاہور، ص: ۲۲۷/۶۔
- 47- تفہیم القرآن، ص: ۳۵۵/۶
- 48- تفہیم القرآن، ص: ۳۵۵/۶
- 49- القصص: ۶۷/۲۸
- 50- شیرازی، تفسیر نمونہ، ص: ۶۷۳/۶
- 51- التغابن: ۹: ۶۲
- 52- الجادیۃ: ۲۲: ۵۸
- 53- ضیاء القرآن، ص: ۱۵۱/۵
- 54- تفہیم القرآن، ص: ۳۶۶/۵
- 55- تفہیم القرآن، ص: ۳۶۶/۵
- 56- الحشر: ۹: ۵۹
- 57- التغابن: ۱۶: ۶۲
- 58- تفسیر عثمانی، ص: ۷۲۵
- 59- قرآن مجید ترجمہ و تفسیر، مطع، شاہ فہد قرآن کریم پر بنگ کمپلیکس وزارت مذہبی امور، مدینہ منورہ، سعودی عرب، ص: ۱۵۵/۷
- 60- شیعراحمد عثمانی، تفسیر عثمانی، پاک کمپنی رجسٹرڈ، لاہور، سی، ۲۰۰۶ء، ص: ۷۲۵
- 61- الشمس: ۹، ۱۰: ۹۱
- 62- معارف القرآن، ص: ۷۵۶، ۷۵۷/۸
- 63- التوبہ: ۹۱۱

معارف اسلامی، جلد ۱۲، شماره ۲، ۲۰۱۷ء

- 64- عثمانی، تفسیر عثمانی، ص: ۲۷۱
- 65- المؤمنون ۲۳: ۱۰۹، ۱۱۰: ۲۳
- 66- قرآن مجید ترجمہ و تفسیر، شاہ فہد قرآن پرنگ کپلیکس، ص: ۹۷۱
- 67- الانعام ۶۲: ۸۲
- 68- ضیاء القرآن، ص: ۱/۵۷۷
- 69- معارف القرآن ص: ۳۸۲/۳
- 70- المؤمنون ۲۳: ۲۰۰-۵۸
- 71- آل عمران ۳: ۲۰۰
- 72- ضیاء القرآن، ص: ۱/۳۱۰
- 73- آل عمران ۳: ۱۳۰
- 74- ضیاء القرآن ص: ۱/۲۷۳، ۲۷۳: ۲۷۳
- 75- المائدۃ ۵: ۹۰
- 76- معارف القرآن، ص: ۳/۲۲۸-۲۲۷
- 77- الجمعة ۱۰: ۲۲
- 78- معارف القرآن، ص: ۸/۲۳۳
- 79- ابن ابی حاتم، المسند، الجزء ۳، رقم ۷۳، ص ۱۲۵، القطبی، الجامع لاحکام القرآن، ج ۱۸، ص ۱۰۹
- 80- معارف القرآن، ص: ۸/۲۳۳

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com